فطرت تو یہ ہے کہ یہ دونوں نعمتیں اس جہان آب و گل میں کسی کو بیک وقت خال خال ہی عطا ہوئی ہیں۔لیکن ع س مسلم صاحب ان معدودے چند لوگوں میں شامل ہیں جو دانش و مال دونوں سے بہرہ آور ہیں۔وہ ایک کامیاب Self-Made تاجر بھی ہیں اور دانش ور بھی۔

ع س مسلم کی حمد و نعت کے تشکیلی عناصر میں عشقِ رسولؐ، توحیدِ باری تعالیٰ، محبت، گداز، عقیدت، لسانی شعور، خیال آفرینی، قافیہ پیمائی اور ندرتِ بیان شامل ہیں جو کسی اور شاعر کے ہاں یکجا ملنا محال ہیں۔ع س مسلم کو حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مزارِ اقدس پر سوز و گداز، تقویٰ اور عشقِ رسولؐ کی جو متاعِ بے بہا عطا ہوئی وہ ان کے حمدیہ اور نعتیہ کلام میں جابجا نظر آتی ہے۔اس زیارتِ مقدسہ کے بعد تو گویا دبستاں کھل گیا اور مسلم کی حمد و نعت گوئی زمزمہ حمد و نعت کے ایک سیلِ رواں کی شکل اختیار کر گئی جو تا حال جاری و ساری ہے۔

ع س مسلم کی شاعری کا اگر بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت پوری طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اُن کی شاعری قرآن اور احادیثِ نبویہ کے اندر بیان شدہ عقائد و مضامین ہی سے متصف ہے۔ان کی شاعری کا ہر شعر لفظی یا معنوی سطح پر قرآن و حدیث کا ترجمہ و تشریح ہے۔اسی لیے ان کی شاعری غلو یا تفریط ہر دو سے پاک ہے۔عام طور پر نعت گو حضرات زیادہ غلو سراپا نگاری میں کرتے ہیں اور آج کل تو بعض شعراء کے ہاں نعتیہ مضامین میں بھی دنیاوی محبوب کی طرح سرمہ چشم، خم گیسو اور لب و رخسار کے عامیانہ بیان پر بہت زیادہ زور ملتا ہے۔جو آپ کی ذاتِ بابرکات کے لیے سوءِ ادب ہے۔علامہ ع س مسلم نے بھی سراپا نگاری اور شمائلِ رسولؐ کو موضوعِ نعت بنایا ہے لیکن خود کو آپ کی ظاہری خصوصیات کے بیان میں بہت مختصر اور صرف انہی تفاصیل کا پابند رکھا ہے جو سیرت کی مستند کتابوں سے ثابت ہیں اور یہاں بھی اصل اہمیت آپ کی روشن شخصیت کی سیرت اور اسوۂ حسنہ کو ہی دی ہے۔ایک نعت "سراپا مبارک" کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

لکھوں سراپا میں آج اُس کا، جو میرا ملجا ہے میرا ماویٰ
جہاں میں جس نے کیا اُجالا، چراغ روشن کیا ہدیٰ کا

کُشادہ چہرہ، جبیں منور، فراخ آنکھیں، نہاد اطہر
نفس نفس میں ہے موجِ کوثر، جمالِ رُخ ہے مثالِ صہبا

گھنے گھنیرے سیاہ گیسو، رفیع گردن، مہین ابرو
وقار و تمکیں کے سارے پہلو، صفوں میں لوگوں کی سب سے اقصیٰ

شفیق آنکھیں، شفیق نظریں، دراز پلکیں، دراز زلفیں
کس کی نظریں نہ رخ پہ ٹھہریں، وہ رعب دابِ حضورِ والاؐ

وہ لحنِ شیریں بلند آہنگ ، کلام عطرِ کمالِ فرہنگ
جہاں میں کوئی نہیں ہے پا سنگ ، بشر ، پہ نوع بشر میں یکتا

جہانِ لفظ و بیاں ہے نادِم نہیں قلم کی مجال مسلمؔ
لکھے ثنائے نبیٔ خاتم، رقم محمدؐ کا ہو سراپا

اس خوبصورت نعت میں سرکارِ دوعالمؐ کے جمالِ ظاہری کے تذکرے میں آپؐ کے اوصافِ حمیدہ اور صفاتِ عالیہ کا ہی عکس نمایاں نظر آتا ہے اور نعت میں سیرتِ پاک اور حسنِ کردار کا اظہار ہی حضورؐ کے اصل شایانِ شان ہے۔ علامہ ع س مسلمؔ کی شاعری پڑھنے کے بعد ایک غالب تاثر جو ہر بالغ قاری کے ذہن میں ابھرتا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمؔ نے نعت کو محامدِ محمدیؐ کے تذکار کے روایتی موضوع کے ساتھ ساتھ اُسے اسوۂ حسنہ کی ترویج اور سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو بھی نعت میں شامل کر کے اصلاحِ معاشرت، تبلیغِ دین اور اشاعت التوحید والسُّنہ کا بھی فریضہ بطریقِ احسن سرانجام دیا ہے۔

جس طرح پوری خلقِ خداوندی میں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کا انتخاب کیا اُسی طرح اپنے حبیب کی مدحت کے لیے خدائے بزرگ و برتر نے نہایت پاک روحوں کا انتخاب کیا۔ نعت گوئی ہر شاعر کے بس کی بات نہیں۔ ہمیں بے شمار ایسے شعراء مل جائیں گے جن کی قادرالکلامی اور طبع موزوں کا ایک زمانہ معترف تھا مگر وہ کسی وجہ سے نعت کی توفیق سے محروم رہے۔ ''نیش گل''، ''ایک ٹہنی کے پھول'' اور ''اوس اور کرنیں'' جیسی کتابوں کے خالق کا خود کو حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے لیے وقف کر لینا اُن کا اختیاری فعل نہیں بلکہ توفیق خداوندی اور انتخابِ الٰہی ہے۔ وہ محض تفننِ طبع یا شاعرانہ قافیہ پیمائی کے لیے نہیں بلکہ سکونِ قلب و جگر، حضورؐ کی محبت، ایمان و دل کی حرارت، زیارتِ نبی کی خواہش، آپؐ کی شفاعت طلبی، ایمان و دین کی سلامتی، اجابتِ دعا کی خواہش، خواہشِ حضوری، مطلوب و مقصود ہو تو وہ نعت کہتے ہیں۔

غزل کے لیے ہو مچلتی طبیعت، تو پھر نعت کہیے
محمدؐ کی دل میں ہو جاگی محبت، تو پھر نعت کہیے

مقدر ہو ایمان و دل کی حرارت ، تو پھر نعت کہیے
نظر میں ہو خیرالبشرؐ کی زیارت ، تو پھر نعت کہیے

معطّر، مطہّر کرے روح و دل، بُوئے نامِ محمدؐ
ہے قلب و نظر کو وضو کی ضرورت ، تو پھر نعت کہیے

نہیں اِس سے بڑھ کر شرف کوئی اظہارِ لفظ و بیاں کو

میسر جو لفظ و بیاں پہ ہو قدرت ، تو پھر نعت کہیے
بُلا لیتے ہیں نام لیواؤں کو اپنے وہ پاس مسلم
مدینے کو جانے کی ہو دل میں حسرت ، تو پھر نعت کہیے

اس پوری نعت میں شرائطِ نعت گوئی، آدابِ نعت گوئی اور محرکاتِ نعت گوئی اس خوش اسلوبی سے بیان ہوئے ہیں کہ کسی اور نعت گو کے ہاں یہ جملہ محاسن یکجا ملنے محال نہیں تو مشکل ضرور ہیں۔

ع س مسلم کی نعت گوئی میں حالیؔ کی عقیدت وعاجزی، حفیظؔ جالندھری کے جیسا تاریخی شعور اور اقبالؔ کا سا فلسفیانہ انداز اور محسن کاکوروی کی نعتیہ شاعری جیسی صحتِ حدیث وعقائد کے ساتھ ساتھ اسلامی و ہندی تصورات کا امتزاج ملتا ہے۔ محسنؔ کاکوروی کے ساتھ ع۔س مسلم کی ایک اور بڑی مماثلت یہ ہے کہ ان دونوں شعراء نے جو کچھ لکھا ہے خلوصِ نیت اور حسنِ عقیدت سے لکھا کیونکہ ایک تو یہ کہ دونوں شعراء کو خدائے بزرگ و برتر نے کلامِ نعتیہ کی برکت سے صاحبِ ثروت وجاہ کیا تھا اور دوسرے یہ کہ ان دونوں کی طبیعت جھوٹی شہرت کے لیے قصائد لکھنے اور بے سروپا مبالغہ آمیز لب ورخسار کے مضامین باندھنے سے بیزار ہے۔ ع س مسلم کی خاص بات یہ ہے کہ انہوں نے نعت کی ہزار سالہ عصری روایت کی پاسداری کرتے کے ساتھ ساتھ ڈکشن، موضوع، اندازِ اظہار، تراکیبِ الفاظ، وزن اور بحور کے اعتبار سے اپنی ایک الگ سے پہچان بنائی۔

بقول عاصی کرنالی:

"جناب مسلم کی نعت گوئی کئی اعتبار سے منفرد وممتاز اور لائقِ استفادہ ہے۔ ایک تو اساسی بات یہ ہے کہ انہوں نے روایت کی پاسداری اور عطرِ روایت کے اخذ وقبول کے باوجود نعت کو عصری روایات سے ہم آہنگ کیا ہے اور انہی موضوعات ومضامین کو اختیار کیا ہے جنہیں موجودہ عہد کا ذوقی، حسّی اور فکری مزاج قبول کرسکتا ہے۔ دوسرے انہوں نے ہزار سالہ یا کئی صدیوں سے مروّج اسالیب واظہارات کے ہجوم میں اپنے لیے ایک راستہ نکالا"۔

مسلم کی خاص بات جو دوسرے شعراء کے ہاں نہیں ملتی وہ یہ ہے کہ کئی کئی نعتیں ایک ہی بحر اور قافیے میں لکھتے چلے گئے۔ انہوں نے پوری پوری کتاب بھی ایک ہی بحر میں تخلیق کی ہے۔ متعدد نعتیں اور سلام بقیدِ یک بحر کہنا آسان کام نہیں۔ "زمزمۂ درود" اور "زمزمۂ سلام" ۱۱۴ صفحات پر محیط ہیں۔ یہ تمام سلام بحرِ ہزج سالم بہ ادنیٰ تصرف میں تحریر کیے ہیں۔ مزید برآں یہ سلام ردیف وار بقیدِ حروفِ تہجی لکھے گئے ہیں ـــــ اسی طرح کاروانِ حرم المعروف بہ مثمنِ مسلم میں فعولن فعولن فعولن فعول۔ بحر کا التزام اختیار کیا گیا ہے۔

مسلم کے ہاں مشکل اور غیر معروف معرّب اور مفرّس تراکیب پائی جاتی ہیں جو بعض کے نزدیک ایک سقم ہے مگر دوسری طرف یہ مسلم صاحب کی فنِ شاعری پر قدرت کا مظہر بھی ہے۔ یہ تراکیب اتنی ہنرمندی سے استعمال ہوئی ہیں کہ باوجود اپنی ثقالت کے، مضمون

کے بہاؤ اور روانی میں رکاوٹ نہیں بنتیں۔ ان فنی محاسن کے علاوہ معنوی محاسن بھی بے شمار ہیں جو اپنی تفصیلات کے لیے ایک پوری کتاب لکھے جانے کے متقاضی ہیں۔ ع س مسلم فن شاعری میں ایک منفرد اُسلوب کے حامل ہیں جسے بجا طور پر اُسلوبِ مسلم بھی کہا جاسکتا ہے۔

ع س مسلم کی نعتیہ شاعری کا ایک اور اہم رنگ و آہنگ دعائیہ اور مناجاتیہ ہے۔ وہ اپنے لیے فلاحِ دارین اور نجاتِ اُخروی کے ساتھ ساتھ اُمت مسلمہ کی زبوں حالی پر بھی نعت میں دست بہ دعا نظر آتے ہیں۔ جس طرح نعتیہ مضامین کا اصل منبع و ماخذ قرآن حکیم ہے بالکل اسی طرح دعا کا سلیقہ اور طریقہ بھی خدا نے خود انسان کو قرآن میں سکھلایا ہے۔ ورنہ بشر میں کہاں طاقت کہ وہ اتنی عظیم ذات سے مدعا طلبی کے لیے کوئی قرینہ وضع کر سکے۔

حضرت آدم علیہ السلام پیغمبر ہوتے ہوئے بھی ایک مدت تک دعا، مناجات اور استغفار کرتے رہے مگر شرف قبولیت نہ حاصل ہوا۔ بالآخر رحمتِ خداوندی جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ الفاظ پر مبنی دعا آدمؑ کے ذہن میں ڈال دی۔

فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ۔ (پارہ ۱، بقرہ ۴، آیت ۳۷) ترجمہ: "پس آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی"۔

جب آدم نے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (پارہ ۸، اعراف ۷، آیت ۲۳) کہا تو اللہ نے توبہ قبول کرلی۔

ع س مسلم بھی دعا و مناجات سے قبل خدا سے دعا کے الفاظ و دعا کا سلیقہ اور طریقہ طلب کرتے ہیں جو بارگاہِ ایزدی میں شرفِ قبولیت حاصل کر سکے۔

بڑھ کے مسلم سے تُو مِرا واقف
لوحِ دل پر اُتار کیا مانگوں

انسان اپنے محدود علم کی بدولت ہوسکتا ایک چیز کو اچھا سمجھ رہا ہو اور بعد میں وہ اس کے لیے ہلاکت خیز ثابت ہو اور ہوسکتا ہے وہ ایک چیز سے کراہت کر رہا ہو وہی بعد میں اس کے لیے فائدہ مند ثابت ہونے والی ہو۔ اسی لیے مسلم کہتے ہیں کہ:

لوحِ دل پر اُتار کیا مانگوں

ع س مسلم کی شاعری زیادہ تر دعائیہ اور مناجاتیہ رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ قرآنی ادعیہ کے علاوہ مسلم کی شاعری میں ایسے بھی سینکڑوں اشعار مل جائیں گے جن میں وہ امتِ مسلمہ کی زبوں حالی پر اللہ تعالیٰ سے نبی اقدسؐ کے توسُّل سے استمداد کے طالب

ہوتے ہیں۔

شش جہت سے ہے دلِ عاجز پہ یلغارِ غنیم
اے میرے مولا ہو کوئی چارۂ قلبِ سقیم
کر درخشندہ نگاہوں میں صراطِ مستقیم
ہو عطا نورِ ھدیٰ سبحانَ ربی العظیم

ع س مسلم کی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں عقیدت کے ساتھ ساتھ عقیدے کا شعور ہر جگہ موجود ہے۔ وہ عبد و معبود کے مراتب و مقام کا خاص خیال رکھتے ہوئے نعت تخلیق کرتے ہیں اور بغیر حوالے کے کوئی بات موضوعِ شعر نہیں بناتے۔ ہر شعر قرآن و حدیث کے مضامین پر مشتمل ہے یا قرآن و حدیث کے مضامین سے غذا یافتہ ہے۔ قرآن و حدیث، تاریخی تلمیحات اور سیرتِ نبویؐ پر مشتمل حوالا جاتی نظام مسلم کی شاعری کو مزید معتبر بناتا ہے۔

ان گنت جعلی خداؤں کو کیا ہے میں نے رد
قل ہو اللہُ احد، لاریبَ اللہ الصمد

اے نورِ کائنات شہہِ آسماں خرام
اے نازشِ جہانِ ازل سرورِ انام

وہی ہے صِدّیق و صِدق و صادِق
شفاء و شاف و طبیبِ حاذِق

حبیب و محبوبِ حق محمدؐ
محبتوں کا سبق محمدؐ

مسلم کے اشعار میں روانی ہے اور ترنم بھی، خوش سلیقگی ہے اور توازن بھی۔ جنابِ مسلم کا کلام شاعرانہ لطافتوں سے پُر ہے۔ انہوں نے اپنی جدت سے اپنا ایک جداگانہ اسلوب وضع کیا ہے۔ ع س مسلم نے سلام اور درود گوئی کو نیا آہنگ اور طرزِ ادا دے کر حیاتِ نوبخشی ہے۔ ع س مسلم کی شاعری میں عصری حسیت جا بجا نظر آتی ہے۔ امتِ مسلمہ کی زبوں حالی، معاشی، معاشرتی انحطاط معاشرے میں پھیلی بدامنی فسادات، لوٹ مار کو موضوع بناتے ہوئے بوسیلۂ نبی آخر الزّماںؐ مدد طلب ہوتے ہیں۔

محبت اور مودّت پھر سے ہو پیدا دلوں میں

تر و تازہ ہو پھر سے جذبۂ ایامِ گزراں
خدا سے مانگ لے بخشائشِ تقصیرِ اُمت
شفاعت سے تری ٹل جائے گمراہی کا تاواں
تمہیں تو ہو شفیعٌ و عُروَۃُ الوُثقیٰ ہمارے
تمہیں مامن، تمہیں ملجا، تمہیں ماویٰ ہمارے

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

ے　پریشاں حال و آشفتہ سرو حیراں ہیں انساں
اے دانائے سبل پھر دستگیری کر جہاں کی
ہے امت بے یقینی سے مریضِ ناتوانی
نگاہِ لطف سے تدبیر کر دردِ نہاں کی

ابوالامتیاز ع س مسلم کی حمدیہ و نعتیہ شاعری کے بعد اُن کی سلام و درود پر علیحدہ علیحدہ کتب انہیں ایک پختہ کار شاعر، صاحبِ علم مفکر اور عاشقِ رسول ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں۔ ع س مسلم کی درود و سلام نگاری، سیرت نگاری اور دعائیہ مضامین کے ساتھ ساتھ تاریخی واقعات اور قرآنی اور احادیث نبویہ کی تلمیحات سے بھی معمور نظر آتی ہے۔ اس مرتبۂ بلند پر وہ یقیناً لائقِ تحسین و تبریک ہیں۔

ے　سلام اُن پر جنہوں نے توڑ دی ضد کی فصیل
جنہوں نے کفر کے تابوت میں گاڑی ہے کیل

ے　سلام اُن پر بروزِ حشر جو ہوں گے وکیل
شفیع و عُروَۃُ الوُثقیٰ و مختار و کفیل

ے　سلام اُن پر ہدایت جن کی ہے لَاتَحْزَنُوْا
دِیا واماندگان کو مژدۂ لَاتَقْنَطُوْا

علامہ ابوالامتیاز ع س مسلم نے حمد و نعت کے ساتھ ساتھ درود و سلام میں بھی ہیئت کے تجربے کیے۔ طویل اور مختصر بحور دونوں کے استعمال سے درود و سلام لکھتے ہیں۔ درود و سلام کی کتابوں میں ''زمزمہ سلام'' ایک ہی بحر میں لکھی گئی ہے جس میں اٹھاسی سلام موجود ہیں ''زمزمہ درود'' میں بھی ایک ہی بحر استعمال ہوئی ہے لیکن یہ سلام ردیف وار لکھے ہیں۔

مجموعی طور پر مسلم کے کلام میں عقیدتِ رسول کی وہ پھوار موجود ہے جو دلوں کو تازہ، ذہنوں کو بیدار اور دماغوں کو سوز سے آشنا کرتی ہے۔ مسلم صاحب نے ردیف میں بھی حسنِ صنعت کا التزام کیا ہے اور لفظی اور معنوی رعایت سے بھی پورا فائدہ اٹھایا ہے۔ مسلم کے کلام میں اثر انگیزی موجود ہے۔ اُن کا کلام ''از دل خیزد و بر دل ریزد'' کی عمدہ ترین مثال ہے۔ ڈاکٹر تحسین فراقی زمزمۂ درود و سلام کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ کیف و سرور کی عطر بیز اور درود افزاء شاعری جس میں سپردگی اور والہانہ پن کے گوہرِ شب چراغ بھی ہیں اور استمد اد اور استغاثے کی بانگِ بے اختیار بھی۔ اردو نعتیہ شاعری میں ایک ہی بحر (بحر ہزج سالم بہ ادنیٰ تصرف) میں ردیف وار لکھا گیا یہ سلسلۂ سلام ایک طرحِ تازہ کی نشاندہی کرتا ہے۔''

ع س مسلم نے سلاموں میں صنائع بدائع، تشبیہ اور استعارہ کا بھی بہت خوبصورت استعمال کیا ہے۔ صنعتِ اشتقاق، صنعتِ ترجمۃ اللفظ، صنعتِ مقابلہ، صنعتِ جمع، صنعتِ تنسیق الصفات، صنعتِ مماثل اور دیگر بے شمار صنعتوں کا استعمال کر کے اپنی شاعرانہ پختگی کا خوبصورت اظہار کیا ہے۔ چند مثالیں حسبِ ذیل ہیں۔

سلام اُس غمگسارِ شافعِ روزِ جزا پر
کرم گسترِ، شفاعت کار غفرانِ سزا پر

(صنعتِ تنسیق الصفات)

سلام اے ماہتابِ ظلمتِ فصلِ زمستاں
سلام اے آفتابِ مطلعِ صبحِ بہاراں

(صنعتِ مماثلت)

سلام اُن پر عطا جن کی ہے ایماں کا خزینہ
ہدایت ، نور، حکمت، علم و دانش کا دفینہ

(صنعتِ جمع)

علامہ ع س مسلم کا درود و سلام کا ذخیرہ بھی اُن کے حمد و نعت کے حوالے سے مخصوص نظریات و خیالات کا عکاس ہے۔ بطور ماحصل مطالعہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں ع س مسلم نے حمد و نعت کی طرح درود و سلام کو بھی لفظی و معنوی دونوں سطحوں پر نئے اسالیب و موضوعات عطا کر کے وسعت دی اور آنے والے نئے شعراء کے لیے قابل تقلید نمونہ ٹھہرے۔

حمد و نعت میں جس طرح ع س مسلم کا انداز منفرد ہے اور مضامین مستند ہیں اسی طرح علائم و رموز، متنوع بحور، کومل اور فکر انگیز ڈکشن ہر صورت میں ان کی ہنروری کا با کمال ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان پر جس کثیر تعداد میں صاحبانِ علم فن نے اظہارِ خیال کیا ہے اور تصانیف تحریر کی ہیں وہ حیرت زا ہونے کے ساتھ ساتھ لائقِ تحسین بھی ہیں۔ ملک کے نمایاں اہلِ قلم میں سے بہت کم ایسے ہونگے جنہوں نے ابھی تک اس حمد و نعت کے شاعر اور محقق پر کچھ نہ لکھا ہو۔ ایسی صورت میں میری اس جسارت پر نظیری کا حسبِ ذیل شعر صادق آتا ہے۔

مارا　کجا　ست　ارزش　زخم　التفاتِ　تو
شد　عام　آنچناں　کہ　تمنا　بما　رسید

☆☆☆

بیدار ہے کشمیر

(عالمی رابطہ ادب اسلامی کے تحت مزاحمتی ادب پر شعری نشست)

تدوین: ڈاکٹر قاری محمد طاہر☆

Abstract:

The Majlas-e-Umana of the International League of Islamic Literature in the annual meeting, held at Cairo, (Egypt), decided, that the International League of Islamic Literature will persuade the year of 2008-2009 as the year of Palestine. So the Pakistan chapter of the league organized a National Seminar, on this issue, with the co-operation of Department of Arabic and Urdu Encyclopaedia of Islam. Punjab University, Lahore.

In this connection, the Faisalabad Branch has also, organized a poetical seating held on June 3, 2009. There are some article focuses on the seating along with the poems presented by the poets of Faisalabad.

عالمی رابطہ ادب اسلامی کی مجلس امناء نے اپنے اجلاس منعقدہ قاہرہ میں، ۲۰۰۸ء/۲۰۰۹ء کو فلسطین کا سال قرار دے کر اپنی تمام برانچوں اور اپنی تمام فروع کو حکم دیا کہ وہ فلسطین کے مسئلے کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے کانفرنسوں اور مذاکروں کا اہتمام کریں۔ چنانچہ اس حوالے سے، پاکستان میں عالمی رابطہ ادب اسلامی اور شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ اور شعبہ عربی، پنجاب یونیورسٹی لاہور کے باہمی اشتراک سے...... مورخہ ۸، ۹ اپریل ۲۰۰۹ء کو دو روزہ قومی سیمینار منعقد ہوا، جس میں پاکستان بھر سے اہل علم وادب نے شرکت کی[(۱)]۔

اس ضمن میں ۳ جون ۲۰۰۹ء کو فیصل آباد میں...... ایک شعری نشست کا اہتمام کیا گیا، جس میں بہت سے شعراء نے اپنا اپنا کلام پیش کیا اور مسئلہ فلسطین اور مسئلہ کشمیر کی اہمیت کو اجاگر کیا، یہ مشاعرہ اپنے حاضرین کی تعداد اور اپنے مشاعرے میں شریک شعرا کی بنا پر...... بے حد کامیاب رہا۔ اس شعری نشست میں جن حضرات نے کلام پیش کیا...... ان کی تفصیل اور مختصر حالات زندگی...... درج ذیل ہیں۔

☆ سابق ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد؛ جنرل سیکرٹری عالمی رابطہ ادب اسلامی، پاکستان

(۱) اس سیمینار کی مفصل روداد اور اس کے مقالات...... قافلہ ادب اسلامی، پاکستان کے خصوصی شمارہ (۱۹) میں شائع ہو چکے ہیں۔

۱۔ بیدار ہے کشمیر

انور محمود خالد (۲)

حق مانگنے کا صرف گنہگار ہے کشمیر
دشمن کے شکنجے میں گرفتار ہے کشمیر
گو ظلم کا منہ بولتا اظہار ہے کشمیر
بھارت پہ لٹکتی ہوئی تلوار ہے کشمیر
بیدار ہے، بیدار ہے، بیدار ہے، کشمیر

کانگو ہو کہ ویٹ نام، فلسطین ہو کہ کشمیر
قسام ازل نے ہے لکھی ایک سی تقدیر
ہر ملک کی قسمت میں ہے آزادی کی تنویر
اس نعمت عظمیٰ کا سزاوار ہے کشمیر
بیدار ہے، بیدار ہے، بیدار ہے، کشمیر

اٹھے ہیں ہر اک سمت سے کشمیر کے بلوان
چہروں پہ لیے عزم نیا اور نئی شان
مٹ جائیں گے خود، مٹنے نہ دیں گے وہ کبھی آن

---

(۲) مختصر تعارف:

نام: انور محمود خالد

تعلیم: ایم اے، پی ایچ ڈی (لاہور)

پیشہ ورانہ مصروفیت: سابق صدر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج فیصل آباد

اضافی سرگرمیاں: سیکرٹری حلقہ ارباب ذوق، صدر بزم چناب رنگ فیصل آباد، رکن پاکستان رائٹرز گلڈ فیصل آباد، رکن انجمن اہل قلم فیصل آباد، صدر مجلس اقبال فیصل آباد، رکن مجلس عاملہ عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان، رکن مجلس ادارت مجلّہ ’’ قافلہ ادب اسلامی پاکستان‘‘ لاہور۔

ادبی دلچسپیاں: پاکستان کے معروف علمی وادبی رسائل میں ایک سو سے زائد تحقیقی وتنقیدی مقالات شائع ہوئے۔کئی کتابیں زیر طبع اور چند زیر ترتیب ہیں مقالات کے دو مجموعے بھی زیر اشاعت ہیں۔

مطبوعات: عہد نامہ (شعری مجموعہ)، اقبال کا خصوصی مطالعہ (تنقید)، اردو نثر میں سیرت رسول (تحقیق)، کتابیات سیرت رسول (ببلوگرافی)..... (خودنوشت حالات زندگی سے اقتباس)۔